

کتاب نما

تجلیاتِ قرآن، مولانا سید جلال الدین عمری، ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی۔

ڈی-۷۰۳، دعوت نگر، ابو الفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵۔ صفحات: ۵۶۰۔ بھرپور: ۳۰۰۔

روپے۔

مولانا سید جلال الدین عمری عظیم پاک و ہند کی ایک معروف دینی شخصیت ہیں اور اسلام کی جدید تفہیم قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کرنے والے اصحاب علم میں متاز مقام کے حامل ہیں۔ تحریکاتِ اسلامی کی قیادت میں جس نوعیت کا علمی اور تحقیقی ذوق ہونا چاہیے اس کی ایک زندہ مثال ہیں۔ دین مطالبہ کرتا ہے کہ جو لوگ اس کی دعوت کو لے کر دنیا کو بدلنے کے لیے نکلیں، وہ کم از کم دین کے بنیادی مأخذ: قرآن کریم اور سنت رسولؐ سے براہ راست واقفیت رکھتے ہوں۔

یہ اس لیے ضروری ہے کہ دعوت دین ایک اجتہادی عمل ہے۔ یہ ایک میکائی عمل نہیں ہے کہ چند تعلیمات کو یادداشت میں محفوظ کر لیا اور انھیں جہاں چاہا دھرا دیا، بلکہ یہ ہر ہر صورت حال میں جائزہ لینے، تحقیق کرنے اور مرض کی جڑ تلاش کرنے کے بعد قلب و دماغ میں پائے جانے والے غیر صالح تصورات و عقائد کی اصلاح اور عمل کی تطہیر کا نام ہے۔ تحریکاتِ اسلامی کے کارکن ہوں یا قائدین، دعوت دین دیتے وقت انھیں اسلام کے ان دو بنیادی ذرائع سے اپنے آپ کو اس حد تک وابستہ کرنا ہوتا ہے کہ ان کی نگاہ قرآن و سنت کی نگاہ بن جائے اور ان کے معاملات صرف قرآن و سنت کی روشنی میں طے ہوں۔

تجلیاتِ قرآن مولانا عمری صاحب کے تحریکی لیکن تحقیقی مضامین کا ایک خوب صورت مجموعہ ہے جو ایک طویل عرصے میں مختلف علمی رسائل میں شائع ہوئے ہیں۔ کتاب کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ باب اول میں مضامین کا تعلق قرآن کریم کے نزول، عظمت، تلاوت کے آداب، قرآن کریم کے علمی اعجاز اور اس کے علمی طور پر اثر انگیزی (impact) سے ہے۔

اس حصے میں اقوامِ عالم کے عروج و زوال کا قرآنی اصول بھی پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں قرآن مجید کی بنیادی اصطلاحات اور ان کے ذریعے قرآن کے نزول اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت سے بحث کی گئی ہے۔ آخری باب میں قرآن کریم کے حوالے سے صحابہ کرامؓ کا تذکرہ ہے کہ وہ قرآن پر غور اور تدبر کرنے والے افراد کی پہلی جماعت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

کتاب کا سب سے اہم حصہ باب دوم ہے جس میں قرآن کریم کے بنیادی تصورات کو جن کا تعلق برآ راست فرد، معاشرے اور ریاست کے حوالے سے قرآن کی اہم اصطلاحات کے ساتھ ہے۔ قرآن کریم پر اصطلاحات کے زاویے سے تحقیق اور ان کے مفہوم کا تعین ضمناً تو بے شمار علمی تحریرات میں کیا گیا لیکن بقول علامہ محمد قطب، سید مودودی نے پہلی مرتبہ اس زاویے سے سوچنے کی مثال قرآن کی چار بنیادی اصطلاحات کی شکل میں ایک کتاب کے ذریعے پیش کی جس نے قرآن کریم میں جتو تحقیق کا ایک نیا اسلوب دور حاضر میں رکھا۔ یہ بات محمد قطب نے بذاتِ خود ایک نجی گفتگو میں میرے ایک سوال کرنے پر بطور مولانا مودودی کے اعتراض عظمت کے فرمائی، جو میرے خیال میں خود محمد قطب کی علمی عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔

اس باب میں قرآن کریم میں حکمت کا تصور، تصورِ تزکیہ، تقویٰ کی صفت، اللہ کے ذکر کا بلند کرنا، ذکر کے طریق، انباتِ الی اللہ، دعوتِ الی اللہ، شہادتِ علی النّاس، اقامۃِ دین اور قلبِ مرکزِ خیر و شر، گل ۱۰۱ مختصر مگر جامع مضمایں ہیں۔ ان میں سے ہر مضمون ایک مستقل کتاب کی شکل میں مناسب اضافوں کے ساتھ پھیلا یا جا سکتا ہے۔ یہ ۱۱۰ اصطلاحات اور مولانا مودودی کی قرآن اور چار بنیادی اصطلاحات، ایک حیثیت سے دین کے اُس تصور کی وضاحت کرتی ہیں جو نہ صرف قرآن و سنت سے قریب ترین بلکہ ایک حرکی تصور ہے۔ یہ دین کو pro-active سمجھتے ہوئے اس کی انقلابی تعلیمات کو مختصر طور پر پیش کرتا ہے۔ اس باب کا تحریکِ اسلامی کی قیادت اور کارکنوں کو خصوصاً مطالعہ کرنا چاہیے۔

ان مضمایں کو تحریکِ اسلامی کے تربیتی نصاب میں شامل ہونا چاہیے اور قرآن اور چار بنیادی اصطلاحات کے ساتھ ملا کر مطالعہ کیا جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس علمی اور تحریکی کاوش کو

قبولیت عطا فرمائے اور محترم مولانا کو اس پر اجر عظیم سے نوازے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

مسئلہ تکفیر و خروج، مرتب: محمد بقیٰ راخور۔ اہتمام: پاک انٹی ٹیوٹ فارپیں اسٹڈیز، اسلام آباد۔

ناشر: Narratives، پوسٹ بکس نمبر ۲۱۱۰، اسلام آباد۔ فون: ۰۵۸۶-۲۲۹۱۵۸۶۔ صفحات:

۷۲۷۔ قیمت: ۵۰ روپے۔ (انگریزی میں بھی دستیاب ہے)

تکفیر اور خروج کی دونوں اصطلاحیں بالعموم یک جاذب کر کی جاتی ہیں۔ عملی صورت حال کے لحاظ سے یہ ترتیب درست ہے مگر علمی اعتبار سے اول الذکر کا تعلق علم الاعتقاد اور دوسری کا تعلق علم سیاست و حکومت کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں قصیٰے اپنی نزاکت کے باعث اہل علم کے ہاں ہمیشہ توجہ کے قابل رہے ہیں۔ فی الاصل کفر بر قائم کسی شخص کو کافر کہنے میں کوئی کلام نہیں۔ اصل نزاع کلمہ گو مسلمان کو کافر قرار دینے میں ہے۔ یہی عمل علمی اصطلاح میں 'تکفیر' کہلاتا ہے۔ البتہ 'خروج' کا مرحلہ تکفیر کے بعد شروع ہوتا ہے۔

سیاست شرعیہ کی رو سے ارباب حل و عقد کو کافر قرار دے کر ان کی اطاعت سے دستکش ہونا اور ان کے خلاف اعلانِ جنگ، دراصل 'خروج' کہلاتا ہے۔ مسلمانوں کی عام اجتماعیت اس کا ہدف نہیں ہوتی بلکہ صرف حکمران یا اولی الامر ہی اس کی زد میں آتے ہیں۔ بات سمجھنے کے لیے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ہر خرون کے لیے تکفیر ضروری ہوتی ہے۔ اس کے برعکس تکفیر کے بعد خرون کا ہونا لازمی نہیں۔ اگرچہ اعتقد ادیتیت سے تکفیر کا تعلق نجات اخروی کے ساتھ ہے، مگر حیاتِ دنیوی میں سماجی حقوق اور اجتماعی روپیوں کی تنقیل سے بھی اس کا بہت گہرا تعلق ہے۔ پھر معاشرے میں پایا جانے والا کم علم غیر معتدل مزاج اور تعصبات، ایمان و کفر کے اس نزاع کو منی رُخ دے دیتے ہیں جس کا نتیجہ ایک دوسرے پر گمراہی یا کفر کے فتوؤں اور بالآخر خون خرابے کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ آج کا مسلمان معاشرہ بالعموم، اور پاکستانی سماج بالخصوص، اس مرض میں گرفتار نظر آتا ہے، اور نفرت و یہجان کا یہ عالم ہو گیا ہے کہ اس موضوع پر لب کشائی گونا گون خطرات سے دوچار کر سکتی ہے۔ ایسی صورت حال میں یہ بات خوش آید ہے کہ پاک انٹی ٹیوٹ فارپیں اسٹڈیز نے مسئلہ تکفیر و خروج کے عنوان سے ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب شائع کی ہے۔ یہ کتاب دراصل ادارے کے زیر اہتمام اس موضوع پر ہونے والے تین مذکروں کی رُداد ہے جو ملک بھر

کے جید اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے علماء اور محققین کے درمیان منعقد ہوئے۔ مرتب نے ان رواداں کو کتابی شکل میں اشاعت کے لیے مرتب کیا ہے۔ تاہم ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فاضل مرتب نے تقاریر کو تحریری اور نشری اسلوب میں ڈھالنے سے گریز کیا ہے۔ اسی بنا پر کتاب کے لواز میں پرروبو گفتگو کا رنگ زیادہ نمایاں معلوم ہوتا ہے۔

ان سیکی نازکی علمی وقعت کا اندازہ ان میں شریک معروف علماء اور معتبر اہل تحقیق سے لگایا جاسکتا ہے۔ ان شخصیات میں: مولانا زاہد الرashدی (مہتمم الشریعت اکیڈمی)، مفتی محمد ابراہیم قادری (رکن اسلامی نظریاتی کونسل)، ڈاکٹر قبلہ ایاز (واس چانسلر پشاور یونیورسٹی)، ڈاکٹر علی اکبر الازہری (ڈاکٹر ریسرچ منہاج القرآن، لاہور)، ڈاکٹر اعجاز صمدانی (دارالعلوم، کراچی)، علامہ عمار خان ناصر (نائب مدیر ماہنامہ الشریعتہ)، ڈاکٹر حافظ حسن مدñی (نائب مدیر ماہنامہ محدث)، ڈاکٹر فرید احمد پراچ (ڈاکٹر علامہ اکیڈمی لاہور)، ڈاکٹر سید محمد جنپی (ڈاکٹر تقریب مذاہب اسلامی، اسلام آباد)، ڈاکٹر خالد مسعود (سابق چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل) اور ممتاز صحافی خورشید ندیم شامل ہیں۔

کتاب میں تکفیر و خروج کی فقہی تعبیر کے ساتھ اس کے فرقہ وارانہ اور ریاست کے خلاف بغاوت کے پہلوؤں کا علمی جائزہ لیا گیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں چند اہم اور بنیادی سوالات قائم کیے گئے ہیں لیکن شرکا کی گفتگو میں ان سوالات کا مکمل احاطہ نہیں کیا گیا۔ شاید ہر شریک گفتگو ان سوالات پر اپنی پوری توجہ قائم نہیں رکھ سکا ہے۔ تاہم اس کے باوجود یہ کتاب اس موضوع پر بلا مبالغہ سیکڑوں ضخیم صفحات کا نچوڑ ہے۔ کتاب میں تکفیر و خروج کے تناظر میں حالیہ متشددا نہ رہوں پر علمی حاکمہ اور تلقید تو موجود ہے مگر ان عمومات شریعت کی متعین تشریح تو توضیح نہیں ملتی جن سے استدلال کر کے آج کئی گروہ انتہا پسندی کو اختیار کرچکے ہیں۔ اسی طرح آج کی اسلامی ریاستوں میں حکمرانوں کا وہ طرز عمل بھی نقد و جرح سے بالکل رہ گیا ہے جس کے باعث کئی خخت گیر حلقوں یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ان حکمرانوں کی دین و انصاف سے دوری اور خدا بیزاری کا علاج صرف ان کے خلاف جتگ ہے۔

یہ کتاب اس موضوع پر جبود اور خاموشی کو توڑنے، نئے زادیوں سے غور و فکر کرنے اور جدید مباحث پر دعوت تحقیق دینے کی ایک کامیاب کوشش قرار دی جاسکتی ہے۔ حالات حاضرہ سے

دل چپی رکھنے والے اور بالخصوص دینی مدارس کے طلبہ کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ کاغذ اور یونیورسٹی
کے طالب علموں اور اساتذہ کے لیے تو اس کا مفید ہونا بہت واضح ہے۔ (عبد الحق باشمشی)

قصص الانبیاء، علامہ عبدالوهاب النجاشی المصری، مترجم: مولانا آصف نیم۔ ناشر: الباہم،
اُردو بازار، لاہور۔ لئے کا پتا: المشرق، دکان نمبر ۸، فرسٹ فلور، زیبیدہ سنگھر، ۴۰۶ اُردو بازار، لاہور۔
فون: ۰۳۲۱-۸۸۳۶۹۳۲۔ صفحات (بڑی تفاصیل): ۲۵۰۔ قیمت: ۵۲۵ روپے۔

قرآن کے اہم موضوعات میں سے ایک انبیاء کے واقعات ہیں جن میں عبرت کا بہت سامان اور سیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے۔ اُردو میں اس حوالے سے معروف نام اور کتاب مولانا حفظ الرحمن سیواہروی کی قصص القرآن ہے۔ ترجمہ کار کے بیان کے مطابق زیرِ تبصرہ کتاب عبدالوهاب النجاشی المصری کی جس کتاب کا ترجمہ ہے، مولانا حفظ الرحمن سیواہروی کی کتاب بھی اسی پر مبنی تھی۔ غالباً اس لیے اس کتاب کا انتساب ان ہی کے نام کیا گیا ہے۔

حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک ۲۰ انبیاء کرام کے بارے میں قرآن و حدیث میں جو کچھ آیا ہے اسے مرتب کر کے پیش کر دیا گیا ہے۔ ہر نبی کے حال کے آغاز میں ایک جدول کی شکل میں متعلقہ سورتوں اور آیات کے نمبر دیے گئے ہیں۔ اسرائیلی روایات سے مکمل اجتناب کیا گیا ہے لیکن ان کا خرافات اور من گھرث ہونا باتانے کے لیے تذکرہ ہو گیا ہے (یعنی قاری اس سے محروم نہیں رہتا)۔ عصر حاضر کے سائنسی اکتشافات سے قرآن کی تصدیق و تائید کا بھی ذکر ہے۔ آخر میں عبرت و موعظت کے پہلو بیان کیے گئے ہیں۔

کتاب تفصیل سے تبصرے کی متقاربی ہے۔ حضرت آدم میں نظریہ ارتقا کا بیان آگیا ہے۔ کیا آدم پہلے انسان تھے؟ اس پر بھی بحث ہے۔ قومِ شود میں ناقہ پر پوری بحث ہی تبصرہ نگار کے لیے اکتشاف کا درج رکھتی تھی۔ غرض اس طرح ہر مقام پر متعلقہ امور پر علمی گفتگو کی گئی ہے۔

اصل تعریف تو مصری عالم کی، لیکن ترجمے کے لیے جن افراد نے، خصوصاً مولانا آصف نیم نے جو مختصر کی ہے، اس کی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے۔ پچھے خصوصی صفحات رنگین تصاویر سے مزین ہیں، مثلاً ہاتھیل کا مزار، حضرت یحییٰ اور حضرت لوٹ کے مزار، وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ کو آگ نظر آئی تھی، وادی مدین، کوہ طور وغیرہ وغیرہ۔ قیمت کے بارے میں یہ لکھا دیکھ کر براۓ

مہربانی قیمت پر بحث نہ کریں؛ بحث کرنے کو دل تو چاہتا ہے لیکن احتراماً نہیں کی جا رہی۔ اتنی قیمتی کتاب کی جو بھی قیمت ہو، کم ہے۔ (مسلم سجاد)

عصر حاضر کی نفسیاتی اُبھجنسیں اور ان کا اسلامی حل، مولانا سلطان احمد اصلاحی۔ ناشر: مکتبہ قاسم العلوم، حسن مارکٹ، غزنی مسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۳۰۰۔ قیمت: درخ نہیں۔

انسانی جسم کو سہولتیں پہنچانے کے لیے دو یہ حاضر کی سائنس و ہمنالوجی آج جتنی سرگرم ہے اتنی کبھی نہ تھی۔ دوسری طرف مغربی تہذیب کے تصور آزادی، مساوات اور ترقی نے انسانی خواہشات کو جتنا بے گام کیا ہے ایسا پہلے کبھی نہ تھا۔ لیکن مغرب کی سائنسی فکر اور تہذیبی بالادست کیا انسان کو واقعی روحانی و ذہنی لحاظ سے بھی آسودہ کر سکے گی؟ اس کا جواب اثبات میں دینا ناممکن ہے۔ انسان آج جتنا بے چین و مضطرب اور نفسیاتی لحاظ سے معدور ہے، اتنا کبھی نہ تھا۔ یورپ میں دماغی و نفسیاتی امراض کی جتنی کثرت آج ہے، پہلے کبھی نہ تھی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ عصر حاضر کی بالادست تہذیب انسان کی جسمانی و ذہنی آسودگی کو تو ابھیت دیتی ہے لیکن اس کے روحانی و قلبی تقاضوں کا ادراک کرنے سے قاصر ہے۔ جرائم و تشدد کی شرح آج مغرب میں کہیں زیادہ ہے۔ معاشری لحاظ سے فلاجی سیکنڈے نیوین ریاستیں ناروے، سویڈن اور ڈنمارک اور مشرق میں ترقی کی علامت جاپان میں خودکشی کی سب سے زیادہ شرح کا ہونا بقول اقبال تمہاری تہذیب اپنے خبر سے آپ ہی خودکشی کرے گی، کامنظر پیش کر رہی ہے۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی ہندستان کے معروف اسکالر ہیں جن کی اسلامی معاشرت پر بیسیوں تحقیقی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ زیر نظر کتاب میں انہوں نے مغربی تہذیب کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نفسیاتی و اخلاقی بحران، بوڑھوں، نوجوانوں اور عورتوں کی اُبھجنسیں، انفرادیت پسندی، تشدد پسندی، نشہ، کرپشن اور تعیش پسندی جیسے مسائل کا ذکر کر کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل بتایا ہے۔ انہوں نے واضح کیا ہے کہ معاصر دنیا کی اخلاقی اساس کیا ہے اور اس کے بر عکس اسلامی معاشرت کی اخلاقی اساس کس نوعیت کی ہے۔ نفسیاتی اُبھجنسیں کا حل اسلام کے نزدیک ایک طرف ذکر و تلاوت اور مرامِ عبودیت کی بجا آوری ہے، اور دوسری طرف اسلام انسانی زندگی

کا مقصود و مطلوب معاشی ترقی کے بجائے رضاۓ الہی کو ٹھیک رکھتا ہے۔ اس طرح بندے کا خدا سے مخصوصاً اور پُر جوش تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ صبر و قناعت، صلہ رحمی، بروقت شادیوں کا انعقاد، خاندانی نظام کا استحکام اور عورتوں مردوں کا مخلوط ماحول سے بچاؤ، وہ چیزیں ہیں جو افراد کو ذہنی و نفیسی عوایض سے بچانے میں مدد و معاون ہوتی ہیں۔ صاف سترہ کتابت اور دیدہ زیب سرورق کے ساتھ یہ ایک اچھی علمی و فکری کاوش ہے۔ (ڈاکٹر اختر حسین عزمی)

علم کا مسافر (اقبال کی علمی و فکری زندگی کی کہانی) ڈاکٹر طالب حسین سیال۔ ناشر: ایمبل مطبوعات، آفس نمبر ۱۲، سیکنڈ فلور، مجاہد پلازا، بلیو ایریا، اسلام آباد۔ فون: ۰۵۱-۲۸۰۳۰۹۶۔ تقسیم کنندہ: کتاب سرائے، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۱۲۰۔ قیمت: ۵۸۰ روپے۔

اس کتاب میں علامہ اقبال کی علمی و فکری زندگی کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ کتاب کے حرff اول میں ڈاکٹر ممتاز احمد نے لکھا ہے کہ اسلامی فکر کو عالم گیر تناظر میں پیش کرنے کی طرف سب سے پہلے علامہ اقبال نے توجہ مبذول کرائی تھی (ص ۹)۔ آج فکر اقبال کو عالم کرنے کی ضرورت ہے۔ اقبال نے اسلام اور شریعت اسلامیہ کے نفاذ اور تحفظ اور اس کی عملی تشکیل کی خاطر مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کی ضرورت کا احساس دلایا تھا۔ مصنف نے متعدد مقامات پر اقبال کو مغرب کا مدح قرار دیا ہے اور ساتھ ہی صوفیت کا علم بردار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اس طرزِ فکر کے ساتھ پاکستان ترقی کی کس منزل تک پہنچ گا؟

اقبال اکیڈمی کے ناظم محمد سعیل عمر نے پیش لفظ میں صحیح لکھا ہے کہ ”علامہ کی علمی اور فکری سطح بلند ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا اسلامی تہذیب سے تعلق پختہ ہوتا گیا اور قرآن مجید کو سرچشمہ حیات قرار دیئے کا میلان بڑھتا گیا“۔ مصنف نے اقبال کی فکر کو نوجوانوں میں رائج کرنے کی ضرورت کا لحاظ رکھتے ہوئے علامہ اقبال کی زندگی، ان کی تعلیمی سرگرمیوں، ان کی مغرب پر تعمید اور اسلامی افکار و نظریات کی حیات افروز رہنمائی پر نہایت مؤثر انداز میں، اقبال کے اشعار اور نشر کے حوالوں سے ان کی زندگی کا خاکہ پیش کیا ہے۔ ان کا یہ جذبہ لائق تحسین ہے کہ پاکستان کی نوجوان نسل کو فکر اقبال سے قریب کیا جائے تاکہ وہ پاکستان کی تعمیر ان افکار و نظریات کے مطابق کر سکیں جو علامہ اقبال نے شریعت اسلامیہ کی روشنی میں پیش کیے۔ کتاب آٹھ ابواب پر

مشتمل ہے۔ ان ابواب میں اقبال کے سوانحی حالات، ان کے افکار و نظریات، ان کی تعلیمات اور نژادنو کے لیے پیغام، عصر حاضر کے مسائل سے بننے کے لیے بدایات اور دیگر موضوعات پر شگفتہ انداز میں اظہار خیال کیا گیا ہے۔

یہ کتاب نوجوانوں کی فکری تطہیر کے لیے نہایت موزوں ہے۔ اسلوب بیان سادہ اور لفظی پیچیدگیوں سے پاک ہے۔ کتاب کی قیمت نوجوانوں کے لیے نہیں، بزرگوں کے لیے بھی ہوش ربا ہے۔ (ظفر حجازی)

قائد تحریک اسلامی سید ابوالاعلیٰ مودودی^ر علی سفیان آفیٰ۔ ناشر: اذان حجر پبلیکیشنز، منصورة، ملتان روڈ، لاہور۔ فون: ۰۳۲-۳۵۲۷۶۶۰۔ صفحات: ۱۱۲۔ قیمت: ۸۰ روپے۔

سید مودودی^ر کی شخصیت، سوانح اور خدمات پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب کی انفرادیت یہ ہے کہ اسے مولانا مودودی پر پہلی تصنیف کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا پہلا اڈیشن ۱۹۵۳ء میں اس وقت سامنے آیا جب فوجی عدالت کی طرف سے مولانا کوسزاء موت سنائی گئی۔ مصنف معروف صحافی ہیں اور وجہ تالیف کے بارے میں لکھتے ہیں: ”مولانا مودودی کی عجیب و غریب شخصیت ہی تھی جس نے مجھے ان کی زندگی کے بارے میں جتنوں پر اکسایا۔ ایک مولوی جو مولویوں سے قطعی مختلف ہو، ایک لیدر جو لیدروں کی محفل میں نمایاں معلوم ہو، ایک پڑوی جس پر اس کے ہمسایے فخر کریں، ایک باپ جو اپنی اولاد کے لیے باعثِ رحمت ہو، ایک شوہر جو اپنی بیوی کے لیے مثالی حیثیت رکھتا ہو، ایک حاکم جو اپنے ماتحتوں کی آنکھ کا تارا ہو، یہ تمام خصوصیات مولانا مودودی^ر میں پائی جاسکتی ہیں“ (ص ۱۱)۔

مولانا کی شخصیت کے ان گوشوں کو مولانا کی اہلیہ، صاحب زادے عمر فاروق، پڑوی اور رفقا کے تاثرات سے واضح کیا گیا ہے۔ حاشیے اور یادداشتیں کے تحت مولانا کے مطالعے کا انداز، تقریر کی تیاری کے نوٹس دیے گئے ہیں۔ مکاتیب کے تحت مولانا کی خطوط نویسی کو زیر بحث لا یا گیا ہے اور غیر مطبوعہ خطوط شائع کیے گئے ہیں۔ اسلوب بیان بہت دلچسپ ہے کہ قاری پڑھتا چلا جاتا ہے۔ مولانا مودودی کو جانے کے لیے ایک مفید کتاب۔ (امجد عباسی)

جب خواب حقیقت بنتے ہیں، رفیق الزمال زیری۔ ناشر: فضلی سرز (پرائیویٹ) لمبید۔

سپر مارکیٹ، اردو بازار، کراچی۔ صفحات: ۸۰۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

اندرونی سرورق پر ضمنی عنوان (ترکی کے تین سفر) سے مصنف کے خوابوں کا موضوع واضح ہو جاتا ہے۔ پہلا سفر ستمبر ۱۹۸۰ء میں، دوسرا جنوری ۱۹۸۱ء، اور تیسرا ۱۹۸۳ء میں پیش آیا۔ یہ سفر انہوں نے ریڈیو پاکستان کے نمائندے اور رپورٹر کی حیثیت سے اور سربراہانِ مملکت کے دوروں میں شامل رہ کر کیے۔ پہلی بار ترکی گئے تو چند روز پہلے جزل ایورن کی سرکردگی میں فوج نے وزیر اعظم سلیمان ڈیمبل کو بر طرف کر کے حکومت پر انفرہ اور استنبول کے علاوہ قبضہ کر لیا تھا۔ اس دورے میں مصنف نے ترکی کے حالات، غوبی حکومت کے عزائم اور جزل ایورن کی اعلان کردہ پالیسیوں کی تفصیل لکھ چکی۔ انفرہ کے بعد استنبول کی سیر بھی کی۔ دوسری اور تیسرا مرتبہ وہ صدر ضیاء الحق کے ساتھ جانے والے صحافیوں میں شامل تھے۔ اس بار قونیہ اور ازمیر جانے کا موقع بھی ملا۔ رپورٹنگ کے بعد مصنف نے ہر مرتبہ بڑے ذوق و شوق سے تاریخی مقامات دیکھے اور بازاروں کی سیر کی۔ تیسرا مرتبہ واپسی پر انھیں عمرہ ادا کرنے کی سعادت بھی میسر آئی۔

تین اسفار کی اس مختصر مگر جامع داستان میں زیری صاحب نے بہت کچھ بتا دیا اور کہہ دیا ہے جو ان کی حب الوطنی، اخوتِ اسلامی، ملیٰ در دمندی اور خلوص کا عکاس ہے۔ عراق کی فضاؤں سے گزرتے ہوئے ایران عراق جنگ میں ۱۵ لاکھ جانوں کے خیاب اور سات سو بلین ڈالر کے نقصان پر ان کا دل بھر آتا ہے۔ سعودی عرب کی فضاؤں میں اپنے رب سے دعا مانگتے ہیں کہ مقدس سر زمین پر قدم رکھنے کی سعادت بھی جلد نصیب ہو۔ استنبول میں جگہ جگہ انھیں مصطفیٰ کمال کی مذہب دشمنی یاد آتی ہے۔ وہ اتنا ترک کے بعض اقدامات پر اپنی ناپسندیدگی ظاہر کرتے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں: ”خلافت کا خاتمه اگرچہ مصطفیٰ کمال کے ہاتھوں ہوا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کے پیچھے استعماری اور صہیونی عزم کا رفرما تھے اور اس کا مقصد عالمِ اسلام کی مرکزیت کو ختم کرنا تھا جس کی نشانی خلافت تھی“، (ص ۳۲)۔ سادہ اسلوب میں یہ زوداد ایک ہی نشست میں پڑھی جاسکتی ہے۔ (رفیع الدین باشمی)

جدید ہتھیار، میر بابر مختار۔ ملنے کا پتا: مکتبہ نورحق، شاہراہ قائدین، کراچی۔ فون:

۰۳۶۳-۲۸۷۳۰۷۳- صفحات: ۲۹۳۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

جدید بتهیار میر باہد شناق کی تازہ کتاب ہے۔ اس میں سب کو اور بطور خاص نوجوانوں کو ان خطرات سے آگاہ کیا گیا ہے جو جدید تکنالوژی، یعنی موبائل فون، انٹرنیٹ، فیس بک، یوٹیوب کے ذریعے ہمارے معاشرے میں زہر گھولتے جا رہے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہوئے کہ جدید تکنالوژی سے دُور نہیں رہا جاسکتا، اس سازش کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ مصنف نے بالکل درست کہا کہ ہم پاکستان میں رہتے ہیں مگر مغرب کی ترقی اور چکا چوند کے اثرات ہمارے قلب و ذہن پر تمیزی سے مرتب ہو رہے ہیں۔ ان اثرات کی کہانیاں روز اخبارات اور دیگر ذرائع سے ہمارے سامنے آ رہی ہیں۔ میر باہنے بھی بہت سی کہانیاں سنادی ہیں۔ اگر کوئی عبرت پکڑنا چاہے تو یہی بہت ہیں۔

کتاب کوئی ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ ہماری اعلیٰ اقدار کو دھندا لانے کے لیے کیا کیا سازشیں کی جا رہی ہیں۔ مصنف نے بتایا ہے کہ صرف امریکا میں کتنے سوریڈ یا اسٹیشن محض عیسائیت کی تبلیغ کے لیے ۲۴ گھنٹے کام کر رہے ہیں۔ صرف خطرات سے ہی آگاہ نہیں کیا گیا بلکہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے بہتر استعمال اور دیکھ بھال کے طریقے بھی بتائے گئے ہیں۔ زبان رواں اور سادہ ہے۔ پروف خوانی مزید توجہ چاہتی ہے۔ (ڈاکٹروقار احمد زینیری)

تفہیم الفرقان، اردو ترجمہ القرآن الکریم از حافظ عمران ایوب لاہوری۔ ملکا پیانا: نعمانی کتب خانہ،

اُردو بازار، لاہور۔ فون: ۰۳۰۰۰-۳۲۰۱۹۹۔ صفحات: ۶۹۶۔ ہدیہ: ۸۰۰ روپے، ۳۰۰ میں دستیاب

ہے۔

قرآن پاک کا مکمل ترجمہ یقیناً ایک نہایت گراں بار ذمہ داری کا نازک کام ہے۔ حافظ عمران ایوب لاہوری نے اس کی ضرورت سمجھ کر ہی اس جوان عمری میں یہ کام انجام دیا ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف، حافظ حسن مدñی، حافظ محمود اختر اور دیگر پانچ معروف اسکالروں کی رائے میں: اس کی زبان سادہ، مفہوم کامل اور اسلوب دلنشیں ہے۔ منظر حوالی بھی ہیں جن کے لیے مستند کتب تفسیر جیسے: تفسیر طبری، ابن کثیر، قرطبی، فتح القدیر، جلالین، ایسرا التفاسیر اور تفسیر سعدی وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ایک کالم میں عربی آیات، ہر آیت نئی سطر سے اور سامنے کالم میں اس کا ترجمہ درج ہے۔ خوب صورت معیاری پیش کش ہے۔ (مسلم سجاد)

تعارف کتب

\$ قرآن مجید ایک تعارف، ڈاکٹر محمود احمد غازی۔ ناشر: زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، اے۔ ۳/۱۔ ناظم آباد نمبر ۳، کراچی۔ صفحات: ۱۲۰۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔ [قرآن حکیم کے موضوع پر مصنف کے آٹھ دروس یک جا اور مریبوط انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔ نظر ثانی، حوالہ جات کے اضافوں اور قرآنی آیات کی تصحیح کا اہتمام سید عزیز الرحمن صاحب نے کیا ہے۔ یہ آٹھ اہم عنوانات پر مصنف کی عام فہم گفتگو ہے۔ قرآن مجید کے ناموں کی معنویت، موضوعات قرآنی، قرآن حکیم تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا؟ نزول وحی کی کیفیت کیا تھی؟ حفاظت قرآن کیونکر ممکن ہوئی؟ قرآن مجید کی ترتیب کس طرح ہوئی؟ اور تدوین قرآن کے مراحل کیا تھے؟ مصنف نے سب کچھ، قرآن اور حدیث کی اسناد کے ساتھ اور اس مختصر و جامع اور عمدہ انداز میں سمجھایا ہے کہ قاری پوری طرح مطمئن ہو جاتا ہے۔]

\$ آسان لغات القرآن، ہبیل الرحمن۔ ناشر: صوت الایمان، ۶۔ نور جیبیر، بھالی گلی، گنپت روڈ، لاہور۔ فون: ۰۳۳۲-۳۱۵۷۷۷۔ صفحات: ۲۰۰۔ بدیہ: ۲۰۰ روپے۔ [عام افراد کی قرآن فہمی کے لیے یہ لغت مرتب کی گئی ہے۔ قرآن کے الفاظ الف' سے ہی تک پارہ وار درج کیے گئے ہیں۔ قاری کو جب ضرورت ہو الفاظ کے معنی حروف تجھی کے مطابق بآسانی معلوم کر سکتا ہے۔ قرآن فہمی کے لیے عام فہم اور مختصرافت۔]

\$ تحسین القرآن، تالیف: ابوعبد اللہ عارف علوی۔ ملنے کا پتا: طیبہ بک سنتر، بڑا بازار، صدر راولپنڈی۔ فون: ۰۵۵۶۳-۰۵۱۔ صفحات: ۸۷۔ بدیہ: ۵۰ روپے۔ [یہ قاعدہ حروف تجھی کے خارج اور ان کی خصوصیات کے ساتھ قرآن مجید کی مثالوں کے ذریعے تلاظ کی درستی کی طرف رہنمائی کرتا ہے، تاکہ دوران تلاوت لحن علی، یعنی واضح غلطی سے اجتناب کیا جاسکے۔ تجوید کے ضروری قواعد کو اختصار سے مرتب کیا گیا ہے۔]

\$ المحسنات، جامعۃ المحسنات کا شش ماہی نیوز لیٹر، مدیرہ: صالحہ افخار۔ پتا: جامعۃ المحسنات، R-Blaik، ۸، ایف بی ایر بی کراچی۔ [نیوز لیٹر، بہت دیکھے ہیں لیکن اتنا جاذب نظر کم ہی دیکھا ہے۔ عہدے داروں کی تصاویر کی بھرمار بھی نہیں ہے جس سے تحریکی اداروں کے نیوز لیٹر بھی پچھے ہوئے نہیں ہیں۔ ادارے کی سرگرمیوں کا متوازن تذکرہ۔ مختلف جامعات کا ذکر آ جاتا ہے۔ تدریب المعلمات کی متاثر کرنے والے پروگرام کی رپورٹ، ایکشناک نیوز لیٹر کی خبر، غرض ۲۲ صفحات میں المحسنات کی سرگرمیوں کا کامل تعارف۔ تعاون کا جذبہ ابھارنے والا۔ ادارے کے یہ الفاظ مدیرہ کی پچھلی فکر کے آئینہ دار ہیں: ”ہماری عقلی توئیں معطل ہیں کیونکہ ہم تقليد کرتے ہیں اجتہاد نہیں کرتے، روایت سے کام لیتے ہیں تجدید نہیں کرتے، نقل کرتے ہیں ایجاد نہیں کرتے، حفظ کر کے رٹے لگاتے ہیں تلقروند برہنیں کرتے، دوسروں کے افکار نافذ کرتے ہیں خود نہیں سوچتے۔ لہذا سوجیں، تلقروند برکریں۔ اپنے لیے عمل کی راہیں نکالیں، جو امت وسط کے لیے نوید

انقلاب ہوں اور راونجات بھی!“]
